رہنما آیاتِ قرآنی

محمد حارث بن منصور

پیش لفظ

پروفیسر عبدالرحیم قدوائی

پروفیسر خلیق احمد نظامی مرکز علوم القرآن
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
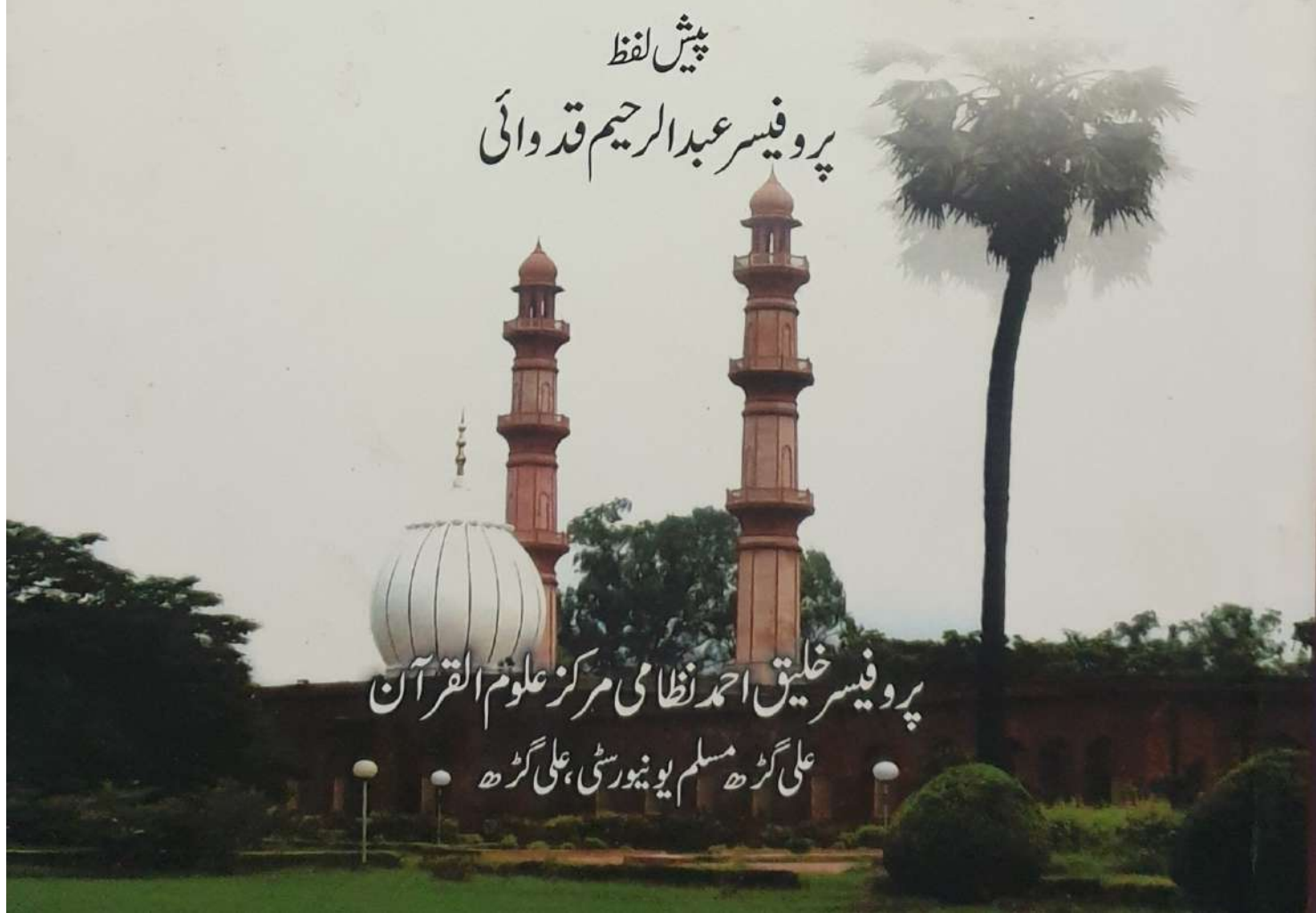
Rahnuma Ayaat-e-Qur'ani

Compiled by

Mohd Haris Bin Mansoor

UNDER THE AEGIS OF
K.A. NIZAMI CENTRE FOR QURANIC STUDIES
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY, ALIGARH

ISBN: 978-93-91601-49-2

ایڈیشن : 2021
قیمت : ₹ 400
کاغذ : 70 gsm نیچرل شیڈ
مطبع : Touchstone، نئی دہلی۔110002
ناشر : براؤن بک پبلی کیشنز، نئی دہلی۔110025

www.brownbook.in

Circulation & Distribution Office:

Brown Books

Opp. Blind School, Qila Road,
Shamshad Market, Aligarh - 202001
Mob: +91 9818897975, Ph: 0571 2700088
E-mail: bbpublication@gmail.com
Website: www.brownbooks.in

محتویات

رہنما آیات و مقالات قرآنی

واقعہ اصحاب قریہ اور اس کا پیغام

(سورۂ یٰسٓ آیت ۱۳ تا ۲۹ کی روشنی میں)

ڈاکٹر زبیر ظفر خاں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ
(13)إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا
إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ (14)قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ
الرَّحْمَن مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ (15)قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ
إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ (16)وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (17)
قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا
عَذَابٌ أَلِيمٌ (18)قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ أَئِن ذُكِّرْتُم بَلْ أَنتُمْ
قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ (19)وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى
قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ (20)اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا
وَهُم مُّهْتَدُونَ (21)وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ (22)أَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِ آلِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَن بِضُرٍّ
لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنقِذُونِ (23)إِنِّي إِذًا لَّفِي
ضَلَالٍ مُّبِينٍ (24)إِنِّي آمَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ (25)قِيلَ
ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ (26)بِمَا غَفَرَ لِي

رَبِّی وَجَعَلَنِی مِنَ الْمُکْرَمِینَ (27) وَمَا أَنزَلْنَا عَلَی قَوْمِهِ مِن بَعْدِهِ مِنْ جُندٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ (28) إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ (29) يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔

ترجمہ: اور ان سے بستی والوں کا حال بطور مثال کے بیان کیجئے۔ جب کہ ان کے پاس رسول آئے۔ جب ہم نے ان کے پاس دو رسولوں کو بھیجا انہوں نے ان کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرا، مدد کے طور پر بھیجا تو ان (رسولوں نے) کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا تم کچھ اور نہیں ہو مگر ہماری طرح انسان ہو اور رحمان نے کوئی چیز نہیں اتاری تم پر۔ اور کچھ نہیں محض جھوٹ بول رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے ذمے کھلم کھلا پہنچا دینا ہی ہے۔ ان (بستی والوں نے) کہا ہم نے تو تمہیں منحوس سمجھا ہے۔ اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہمارے ہاتھ سے ضرور درد ناک سزا پہنچے گی۔ ان (رسولوں نے) کہا تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے، اگر تمہیں نصیحت کی جائے (تو اسے نحوست سمجھتے ہو) بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔ اور شہر کے دور دراز کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو، ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ اور میں کیا اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے؟ اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ کیا میں اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں؟ کہ اگر خدائے واحد مجھے کوئی تکلیف دینے کا ارادہ کرے تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے۔ اور نہ وہ مجھے

چھڑا سکیں۔ بے شک اگر میں ایسا کروں تو میں صریح گمراہی میں رہوں گا۔ بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا تم بھی میری بات مان لو۔ کہا گیا جنت میں داخل ہو جا۔ اس نے کہا اے کاش! میری قوم بھی جان لیتی۔ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔ اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔ اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی فوج آسمان سے نہ اتاری۔ اور نہ ہم اتارنے والے تھے۔ صرف ایک چیخ ہی تھی کہ جس سے وہ بجھ کر رہ گئے"۔

تفسیر: ان آیات مبارکہ میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ اتنا اہم واقعہ ہے کہ اللہ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کی مثال لوگوں سے بیان کیجئے۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے اسلام کی دعوت دینے کے لئے ایک قوم کی طرف دو نبیوں کو بھیجا لیکن قوم نے ان کی بات نہیں مانی تو پھر اللہ نے ان کی مدد کے لئے تیسرے کو بھیجا، قوم نے اس کی بات بھی نہیں مانی اور ان کی اذیت کے درپے ہوگئی۔ تو اس شخص (حبیب نجار) کو پتہ چلا کہ فلاں جگہ لوگ نبیوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تو یہ شہر کے کنارے سے دوڑا ہوا آیا اور اس نے اپنی قوم کو دعوت دی جس کا ذکر اوپر کی آیات میں آیا۔ لیکن قوم نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی اس شخص پر حملہ بھی کر دیا اور اس کو اتنا مارا کہ یہ شہید ہوگیا۔ شہادت کے بعد اللہ نے اس کی روح کو حکم دیا کہ تم اپنی جنت میں داخل ہو جاؤ تو اس نے اپنی جنت دیکھ کر کہا کہ اے کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں شامل کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان بستی والوں پر عذاب کی غرض سے ایک فرشتے کو بھیجا۔ اس نے اس قوم پر ایک چیخ ماری اور پوری قوم ہلاک ہوگئی۔

درج بالا واقعے کی تفسیر میں بعض علماء کا قول ہے کہ اس شخص کا نام حبیب نجار تھا۔ بعض لوگوں نے اسے صاحبِ یٰس بھی کہا ہے۔ اس شخص کی قبر آج بھی ترکی کے انطالیہ شہر میں ہے۔ جب حبیب نجار نے قوم کو نبیوں کی پیروی کی فہمائش کی تو قوم نبیوں کو چھوڑ کر اس سے چمٹ گئی اور اسے پیٹ پیٹ کر مار ڈلا۔ جب اس کی موت واقع ہوگئی تو اللہ نے اسے جنت

میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ تب اس نے حسرت سے کہا'' کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں شامل کر دیا''۔ یعنی اس شخص کا جذبۂ ہمدردی و خلوص قابل دید ہے کہ وہ قوم کے ہاتھ سے قتل ہونے کے بعد بھی قوم کی برائی چاہنے اور ان سے انتقام لینے کی آرزو کے مقابلے ان کی بھلائی کا خواہش مند ہے اور ان کی ہدایت کی تمنا کر رہا ہے۔ جس قوم نے اسے پیٹ پیٹ کر خوف ناک اذیّت سے دوچار کر کے تڑپا تڑپا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بلکہ تفسیر ابنِ کثیر کی روایت ہے حضرت عبداللہ ابنِ مسعود فرماتے ہیں کہ ان کفار نے اس مردِ مومن کو بری طرح مارا پیٹا، اسے گرا کر اس کے پیٹ پر چڑھ بیٹھے اور پیروں سے روندنے لگے یہاں تک کہ اس کی آنتیں اس کے پیچھے کے راستے سے باہر نکل آئیں۔ اس وقت اللہ کی طرف سے اسے جنت کی خوش خبری سنائی گئی (تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰس کی تفسیر)۔ اور وہ قوم جو اتنی سفاک تھی کہ اللہ نے پوری قوم کو ہلاک کر دیا، وہ شخص بجائے اس قوم کے لئے عذاب کی دعا کرنے کے ان کو جہنم سے بچانے کی تمنا کر رہا ہے۔ اس شخص نے خیر خواہی اور دردمندی کی ساری حدیں پار کر دیں۔ ماں جس کی مامتا ضرب المثل ہے، اگر اولاد اسے زیادہ پریشان کرنے لگے اور مار پیٹ کرنے لگے تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ماں بھی بددعائیں دینے لگتی ہے، لیکن یہ تو اپنے قاتلوں کو بھی جہنم سے بچانے کی اور ان کی ہدایت کی تمنا کر رہا ہے۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی ایسا کر دے ہم ایسے لوگوں کو ایک گلاس پانی بھی نہیں پلائیں گے جو ہمیں قتل کر دے، ہم اس کی شکل دیکھنا، ان کا نام لینا بھی پسند نہیں کریں گے۔ اور وہ اپنے قاتلوں کو دنیا و آخرت کی سب سے بڑی نعمت یعنی جنت دلوانے کا متمنی ہے۔ اپنی شکایت کا تو اسے دور دور تک خیال بھی نہیں ہے کہ میری قوم نے میرے ساتھ کیسا سلوک کیا، بلکہ وہ یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ میں نے اپنی قوم کو معاف کر دیا کیوں کہ معاف تو وہ کرتا ہے جس کو شکایت ہوتی ہے، اسے تو اپنی قوم سے ذرہ برابر بھی شکایت نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو اس کی ہمدردی میں گھل رہا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اگر اللہ اس سے پوچھتا کہ بتاؤ میں تمہاری قوم پر عذاب بھیج دوں تو وہ منع کر دیتا۔ کیوں کہ اس کو اپنی تکلیف کا تو بالکل خیال ہی نہیں تھا، اسے قوم سے کوئی شکایت ہی نہیں تھی بلکہ وہ تو اپنی

قوم کو گمراہی اور ضلالت اور جہنم کی تکلیف سے بچانا چاہتا ہے۔اور جو شخص یہ تمنا کر رہا ہے کہ اے کاش! میری قوم بھی میرا اکرام اور میرے درجات دیکھ لیتی تو ہوسکتا ہے وہ بھی مسلمان ہوجاتی، تو وہ اپنی قوم پر عذاب مسلّط کرنے کے لئے کیسے راضی ہوسکتا ہے۔ بلکہ اگر وہ ایک دفعہ بھی اپنی قوم کے لئے بد دعا کر دیتا۔ تو ممکن ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ بھیجتا۔ کیوں کہ اس میں اس کی نفسانی خواہش شامل ہوجاتی لیکن اس کا صبر اور ہمدردی قوم کو لے ڈوبی۔ شریعت نے ہر انسان کو حق دیا ہے کہ اگر کسی پر ظلم ہو تو وہ اس ظلم کے بقدر بدلہ لینے کا حقدار ہے۔ لہٰذا اس کو بھی وہ حق حاصل تھا کہ وہ اللہ سے دعا کرتا کہ اے اللہ جتنا ان لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے جتنے ڈنڈے، لاتیں، گھونسے ان لوگوں نے مارے ہیں کم سے کم اتنا یا اس کے بقدر انتقام اس کو دلایا جائے۔ اور اگر وہ یہ کہتا تو وہ حق بجانب تھا۔ اور شرعی طور پر اس کو انتقام لینے اور بدلہ لینے کا حق حاصل تھا۔ لیکن انتقام لینا تو دور کی بات وہ اپنے قاتلوں کو جنت دلوانے کی تمنا کر رہا تھا۔ ایسے آدمی کا انتقام اللہ نہیں لے گا تو کس کا لے گا۔ ہمیں قتل کرنا تو دور کی بات اگر ہمیں زدوکوب کیا جائے یا زخمی کر دیا جائے تو ہمارے دل سے کیسی بد دعائیں نکلیں گی۔ اور بد دعا دینا ہم اپنا حق تصور کریں گے، دل کی گہرائیوں سے ہر لمحہ اس کے لئے ہلاکت اور عذاب میں مبتلا ہونے کی دعائیں کریں گے۔ مگر یہ بندہ اپنی قاتل قوم کی ہدایت کی تمنا کر رہا ہے۔ یہ ہے ایک مخلص وداعی مؤمن کی شان۔ کیوں کہ جب مؤمن اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو وہ اللہ کا اتنا قریب تر اور محبوب ہو جاتا ہے کہ اللہ اس کے قتل کی پاداش میں پوری قوم کو ہلاک کر سکتا ہے۔ یہ آدمی کوئی نبی نہیں تھا، بلکہ ایک عام مسلمان تھا ۔روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نو مسلم شخص تھا جس نے کچھ عرصہ قبل ہی ایمان قبول کیا تھا۔ لیکن اس کے اندر خیر خواہی کا وہ عظیم جذبہ پیدا ہو گیا تھا اور قوم کے ہدایت یافتہ ہونے کی وہ تڑپ پیدا ہو گئی تھی جو اللہ کو نہایت پسند ہے۔ اس لئے اللہ نے اس کا ذکر قرآن میں فرمایا تاکہ رہتی دنیا تک کے لئے سبق ہو جائے کہ ایک مسلمان کا جذبہ کیسا ہونا چاہئے۔ اور ہر مسلمان کو اس جذبۂ خلوص کا طلب گار ہونا چاہیے۔

اس واقعہ میں ایک اور نصیحت بھی پوشیدہ ہے کہ لوگ یہ کہہ کر اپنا دامن بچانے کی

کوشش کرتے ہیں کہ وہ تو نبی تھے اس لئے ان کے ساتھ اللہ کی خاص مدد تھی، ہم تو امتی ہیں ہمارے ساتھ اللہ کی وہ مدد کیسے ہوسکتی ہے؟ لیکن یہ واقعہ اس بات پر شاہد ہے کہ اگر کوئی عام مسلمان بھی دردمندی کے ساتھ اپنی قوم کو جہنم سے بچانے کی فکر کرکرے گا تو وہ بھی اللہ کے نزدیک اتنا محبوب تر بن جائے گا کہ اگر کوئی اس پر ہاتھ اٹھائے گا تو اللہ اس دست درازی کی پاداش میں پوری قوم کو ہلاک کرسکتا ہے۔ لہٰذا اسلام کا تعارف کرانے کے لئے نبی ہونا ضروری نہیں ہے۔ کیوں کہ اللہ کے سارے وعدے جو نبیوں کے ساتھ تھے وہ عام مسلمانوں کے ساتھ بھی مساوی ہیں اگر وہ اسلام کا تعارف کرانے کا کام کریں، تاہم آخرت میں نبیوں کا درجہ عام مسلمانوں کے مقابلے اعلیٰ ہی ہوگا۔

سب سے اہم بات

اس واقعے میں سب سے اہم سبق یہ ملتا ہے کہ آج ہم اپنے غیر مسلم بھائیوں سے بے انتہا نفرت کرتے ہیں۔ ان کی تکلیف کے درپے رہتے ہیں اور دن رات ان کے لئے بد دعائیں کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد ان پر اللہ کا عذاب آجائے۔ لیکن اس نفرت سے کچھ ہاتھ نہیں لگنے والا نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ نفرت کرنے والوں کا اللہ کے یہاں کوئی مقام نہیں ہوتا، ان کی کوئی مدد نہیں کی جاتی۔ بلکہ اگر ہم خیر خواہی اور ہمدردی سے ان سے اسلام کا تعارف کرائیں گے تو اللہ ضرور ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا پھر ہم کھلی آنکھوں اللہ کی مدد کا مشاہدہ کریں گے۔ یہ قوم ہمارے جنت میں داخل ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ایک مؤمن کی خواہش اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس کو بعد از موت جنت نصیب ہوجائے۔ لہٰذا اب یہ ان پر ہے کہ یہ دعوت قبول کریں یا نہ کریں۔ بشرطیکہ ہم اس سے محبت سے پیش آتے رہیں اور نفرت سے بالکلیہ اجتناب کریں۔ حبیب نجار نے اپنی قوم سے محبت کی، ان کو جہنم سے بچانے کی فکر کی، ان سے دین کا تعارف کرایا، لیکن قوم نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے باوجود اسے بڑے بڑے درجات مل گئے، موت کے معاً بعد جنت مل گئی، اللہ کے یہاں اس کا اتنا اونچا مقام ہوگیا کہ اس کے قتل کی پاداش میں

اللہ نے پوری قوم کو ہلاک کر دیا اور قلب قرآن (سورہ یٰس) میں اس کا ذکر کیا۔ آج ہم سارا زور اس بات پر صرف کیے دے رہے ہیں کہ غیر مسلموں کے مقابلے اللہ مسلمانوں کی مدد کر دے، مسلم ممالک کو آزادی نصیب ہو جائے لیکن کوئی تدبیر بار آور نہیں ہو رہی ہے کیوں کہ اس کے پس پردہ ہمارا جذبۂ انتقام ہے۔ ہم نفرت اور جذبہ انتقام سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں مگر ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نفرت کرنے والوں کے ساتھ اللہ کی مدد کبھی نہیں آتی۔ لہٰذا اول درجے میں ہمیں اپنی نیت درست کرنی ہوگی۔ اس جذبۂ انتقام کو خیر باد کہنا ہوگا۔ ان کی ہلاکت اور عذاب میں مبتلا کرنے کی خواہش کے مقابلے ان کی ہدایت اور جہنم سے بچانے اور ان کی فلاح وصلاح کی نیت اور کوشش کرنی ہوگی۔ ان کے لئے خصوصاً ہدایت کی دعا کرنی ہوگی۔ اور محبت سے اسلام کا تعارف کرانا ہوگا۔ اپنی قوم سے ہمدردی نہ کر کے اور ان کو جہنم سے بچانے کی فکر نہ کر کے اور ان کو محبت سے اسلام کا تعارف نہ کرا کر ہم اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں ہماری قوم کا کچھ نہیں بگڑنے والا، ہر داؤ الٹا پڑے گا اور ہر تدبیر ناکام ہوگی۔

○○○